

علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری - اسلوب و خصائص

شمینہ سعدیہ *

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہر عہد کے مسلمانوں کے لیے ایک کامل نمونہ اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے، بھی وجہ ہے کہ ہر دور میں علم سیرت النبی کی اہمیت مسلم رہی ہے۔ فن سیرت نگاری کا آغاز عہد نبوی اور عہد صحابہ کرام سے ہی ہوا تھا۔ لیکن اس دور میں سیرت نگاری کا دارو مدار زیادہ تر زبانی روایت پر تھا۔ صحابہ کرام کے بعد جلیل القدر تابعین اور تنقیح تابعین نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے حوالے سے احادیث و روایت اکھٹی کیں۔ اس دور میں محمد بن اسحاق (م-۱۰۱ھ) اور موسیٰ بن عقبہ (م-۱۳۱ھ) نے ایسی شاندار کتب تحریر فرمائیں جن کو ذخیرہ کتب سیرت میں بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ تیسرا اور چوتھی صدی ہجری میں علم سیرت اور فن سیرت نے اتنی ترقی کر لی کہ یہ دور فن سیرت نگاری کا دور عروج بن گیا۔ علامہ واقدی (م-۲۰۷ھ) علامہ ابن سعد (م-۲۳۰ھ) عبد الملک بن ہشام (م-۲۱۸ھ) اور ابن جریر طبری (م-۲۳۰ھ) نے سیرت نبی کے وقت کو تاریخ کے سلسلہ اور مر بو طریقے سے مدون کیا۔ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کی سیرت نگاری کا تاریخی جائزہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ دور پچھلے ادوار سے قدرے مختلف ہے۔ اس دور میں غزوہات النبی کے علاوہ سیرت نبویہ کے دوسرے موضوعات مثلاً مجزرات النبوی اور خصائص النبی بھی نمایاں ہے۔ اس دور کے اہم سیرت نگاروں میں علامہ ابن حزم قاضی عیاض (م-۵۲۳ھ)، علامہ عبد الرحمن اسہبی (م-۵۸۱ھ) اور علامہ ابن الجوزی (م-۵۹۶ھ) وغیرہ شامل ہیں۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں سیرت نگاری ایک نئے موڑ میں داخل ہو گئی۔ اس دور میں ایسے سیرت نگار سامنے آئے جنہوں نے درایت کو سیرت نگاری کی بنیاد بنا لیا۔ چنانچہ علامہ ابن قیم (م-۷۵۱ھ) علامہ ذہبی (م-۷۸۷ھ) اور علامہ ابن کثیر (م-۷۷۷ھ) کا شمارا لیسے ہی سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے روایات سیر کے نقل و بیان کے علاوہ ان کی تہذیب و تنقیح بھی کی۔

نویں اور دسویں صدی ہجری کا شام مر سیرت نگاری کے اہم ادوار میں ہوتا ہے۔ اس دور کے مؤلفین سیرت نے سیرت النبی پر نہایت ضخیم اور عظیم الشان کتب تحریر فرمائیں۔ علامہ تقی الدین المقریزی (م-۸۲۵ھ) کی امتاع الاسلام، علامہ شامي (م-۹۳۳ھ) کی سبل الہدی والرشاد اور علامہ قسطلانی (م-۹۲۳ھ) کی المواہب اللدنیۃ کا شمار سیرت نبی کی ضخیم ترین کتب میں ہوتا ہے۔ اس دور کی تمام کتب سیرت میں سے المواہب اللدنیۃ کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ واحد کتاب ہے جس کی شروح و تعلیقات اور اس پر حوالی کیے گئے۔ یہ کتاب نہ تو مختصر ہے اور نہ بہت طویل۔ علامہ قسطلانی احمد بن محمد نے اعتدال اور جامعیت کے پہلو کو منظر رکھتے ہوئے یہ کتاب تحریر فرمائی۔

”المواہب اللدنیۃ“ کی مقبولیت اور اس کا عمیق مطالعہ اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ علامہ قسطلانی ایک بلند پایہ

* استاذ پروفیسر شیخ زادہ اسلام سفتر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سیرت نگار بھی تھے۔ بحیثیت سیرت نگار ان کو جانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی سیرت نگاری کے اسلوب اور ان خصائص پر روشنی ڈالی جائے جن کی بناء پر وہ عظیم سیرت نگاروں کی صفت میں کھڑے ہوئے اور ان کی کتاب ”المواہب اللہ نیۃ“ کو مقبول دوام حاصل ہوا۔

علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کے اسلوب اور اہم خصائص کو درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(۱) متعدد و متنوع مضامین:

نبی اکرم ﷺ کی شخصیت متنوع پہلوؤں کی حامل ہے۔ کسی بھی مصلحت، رہنمای، فتح حتیٰ کہ کسی اور پیغمبر میں بھی اتنے اوصاف نظر نہیں آتے جتنے تہار رسول اللہ ﷺ کی ذات میں قادر تر نے ودیعت کیے ہیں۔

سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں:

”غرض ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔“ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کے جامع اور ہمہ گیر ہونے کے باعث سیرت نگار کا کام بھی پھیل جاتا ہے۔ ایک بہترین سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے ہر پہلو کو موضوع بحث بنائے۔ یہ خوبی علامہ قسطلانی میں بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔ مؤلف نے سیرت نبویؐ کے تقریباً تمام پہلوؤں پر تبصرہ کیا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ”المواہب اللہ نیۃ“ میں مضامین سیرت کو نہایت منظم اور مرتب انداز میں تحریر کیا ہے۔ اولاً نام مضامین سیرت کو انہوں نے دس مقاصد میں تقسیم کیا ہے۔ ہر مقصود کو متعدد فضول اور ہر فصل کو کثیر ذیلی عنوانات کے تحت ترتیب دیا ہے۔

☆ مقصود اول میں حقیقتِ محمدؐ ﷺ کی طہارت، نسب، حمل اور ولادت کے وقت رونما ہونے والے مجرات، رضاuat حضانت، بعثت، بھارت اور غزوات و سرایا کو بیان کیا ہے۔ گویا کہ مقصود اول میں سوائے حقیقتِ محمدؐ ﷺ کے موضوع کے باقی ان تمام موضوعات سیرت کو یکجا کر دیا ہے جو تاریخی تسلسل اور زمانی ترتیب کے مقابضی تھے۔

☆ مقصود دوم میں مؤلف نے نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے متعلق مختلف اور متنوع چیزوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ چنانچہ آپؐ کے اسمائے گرامی، اولاد و ازواج مطہرات، چچاؤں، پھوپھیوں، رضائی، بہن بھائیوں، خدام، موالی، پہرہ داروں، امراء، ایلچیوں، منوذنوں، خلیبوں، حدی خوانوں، شاعروں، آلات حرب، گھوڑوں، چخروں، مختلف بادشاہوں کے نام لکھے گئے خطوط اور ہجری میں آپؐ کے پاس آنے والے وفود کے ذکر کو ایک مقصود میں مختلف فضول کے تحت جمع کر دیا ہے۔

مضامین کی اس ترتیب پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ مؤلف نے وفود کے تذکرہ کو مقصود دوم کے آخر میں کیوں

رکھا؟ حالانکہ زمانی ترتیب اور تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا کہ وفود کے ذکر کو غزوہ الفتح کے بعد ذکر کیا جاتا کیونکہ مکہ آٹھ بھری میں فتح ہوا اور نوبھری میں آپؐ کے پاس مختلف مقابل سے وفادائے۔

زمانی ترتیب کے پیش نظر وفود کے بیان کو مقصداً اول کے آخر میں رکھا جاتا تھا کہ حصہ دوم کے آخر میں کیونکہ مقصید دوم میں وہ موضوعات ہیں جن کا تاریخی تسلسل سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے برعکس مقصید اول میں سیرت کے وہ واقعات ہیں جن کا تعلق تاریخی تسلسل سے ہے۔

☆ مقصود سوم شامل نبویؐ کے بیان پر مشتمل ہے جس میں مؤلف نے نبی اکرم ﷺ کی کمال خلقت، جمال صورت اور پاکیزہ اخلاق و اوصاف، غذاؤں، لباس، نکاح اور نومیتی سونے میں آپؐ کی سیرت کو بیان کیا ہے۔

☆ مقصود رابع آپؐ کے مجرمات کے بیان پر مشتمل ہے۔

☆ مقصود خامس اسراء و معراج کے موضوع پر ہے۔ یہ سیرت الحمیم کا مہتمم بالشان موضوع ہے جو آپؐ کی نبوت و صداقت پر دال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر مؤلف نے اس کو علیحدہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

☆ مقصود سادس کو مؤلف نے دس انواع میں تقسیم کیا ہے۔ ان دس انواع میں سے پانچ میں نوع کو مؤلف نے پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے اس مقصود میں قرآن حکیم کے حوالہ سے سیرت نبویؐ کو بیان کیا ہے۔

یعنی نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ جلیل، علو درجات اور رفتہ ذکر کو آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ مثلاً انبیاء کرام سے آپؐ پر ایمان لانے کا عہد لینا، آپؐ کے شاہد ہونے کا وصف، سابقہ آسمانی کتب یعنی توراۃ و انجیل میں آپؐ کی آمد اور تعریف و توصیف سے متعلق آیات نقل کی ہیں اور ان کی تفسیر مختلف تدبیق تفسیر سے کی ہے۔ اس مقصود کی پانچ میں نوع ان آیات قرآنیہ کے بیان پر مشتمل ہے جن میں آپؐ کی رسالت کے تحقق ہونے اور آپؐ کے مرتبہ بلند کی فتنمیں کھائی گئی ہیں۔

نیز آپؐ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے وہ آیات قرآنیہ نقل کی ہیں جن میں آپؐ کے سرماج، منیر اور نور کے اوصاف کا ذکر ہے۔ آپؐ کی اطاعت، اتباع اور ادب سے متعلق بھی آیات درج کی ہیں اور ان متشابہ آیات کے شبہات کا ازالہ کیا ہے جن کا تعلق آپؐ سے ہے۔

☆ مقصود سالع آپؐ کی محبت کے وجوب، سنت کے اتباع اور آپؐ کے آل واصحاب اور قریبین اور مداروں سے محبت کرنے کے بیان پر مشتمل ہے۔

☆ مقصود ثامن میں مؤلف نے تین اہم مضامین سیرت کو سمویا ہے۔ (۱) طبب نبوی ﷺ (۲) تعبیر روایا (۳) اخبار غیب مولانا عبدالحق صاحب مدارج النبیۃ کے مطابق ان مضامین کو مجرمات کے بیان کے بعد ذکر کرنا چاہیے تھا۔ یعنی مقصود رابع کے بعد۔ کیونکہ اخبار غیب اور تعبیرات روایا بھی از قبیل مجرمات اور جیسا عادات سے خارج ہے۔ (۲)

☆ مقصود تاسع آپؐ کی عبادات کے بیان پر مشتمل ہے، مؤلف نے آپؐ کی عبادات کے بیان کو نہایت مرتب انداز میں

پیش کیا ہے۔ سب سے پہلے ”کتاب الطہارۃ“ کا ذکر کیا ہے۔ کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوٰۃ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے: فرائض اور نوافل۔ اسی طرح کتاب الصیام کو بھی مؤلف نے فرض روزوں اور نفل روزوں کو الگ بیان کیا ہے۔

☆ مقصید عاشر المواہب اللہ نیک آخري مقصد ہے۔ اس میں مؤلف نے آپ کی وفات، آپ کی قبر شریف کی زیارت اور آخرت میں آپ کے فضائل و درجات کے مضماین شامل کیے ہیں۔

(۲) متعدد و متنوع مصادر و مأخذ:

”المواہب اللہ نیک“ متعدد و متنوع موضوعات سیرت پر مشتمل ہے۔ مضماین کا تنوع مصادر کے تنوع کا مقابضی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے مضماین سیرت کے بیان کے لیے متعدد و متنوع مصادر سے استفادہ کیا ہے۔ ان مصادر و مأخذ میں سب سے اہم قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کی آیات درحقیقت سیرت طبیہ کے علمی اور تعارفی ابواب ہیں۔ قرآن حکیم کے مختلف مضماین اپنی اپنی نوعیت اور مناسبت کے مطابق سیرت کے مختلف الانواع پہلوثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ قسطلانی نے مضماین سیرت کی توضیح و تشریح کے لیے متعدد مقامات پر آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔ بالخصوص چھٹا مقصد جو نبی اکرم ﷺ کی علوشان اور جالالتِ قادر اور رفتہ ذکر کے بیان پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے اس مقصد کو قرآن کریم کی آیات مبارک کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

مزید برآں آیات قرآنیہ کی تفسیر و توضیح کے لیے تمام مشہور و متبادل کتب تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ قسطلانی ایک بلند پایہ محدث تھے جس کی دلیل ان کی کتاب ”ارشاد الساری شرح صحیح بخاری“ ہے۔ مؤلف نے المواہب اللہ نیک کی تالیف میں کتب احادیث کے وسیع ذخیرہ (یعنی صحاح و اسانید اور سنن) کے مجموعوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے سیرت نبویہ پر ٹھوس اور مستند موارد پیش کیا ہے۔ کتب احادیث کے علاوہ ان کی شروحات سے بھی وسیع پیمانے پر مددی ہے۔

روایات و احادیث اور راویوں کی جانچ پڑھاتا ہے کہ ایسے جو حدیث و سیرت کے مصادر و مأخذ کے علاوہ دلائل النبیۃ کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ دلائل نبوت اور مجزات نبوت کے لیے حدیث و سیرت کے مصادر و مأخذ کے علاوہ دلائل النبیۃ کی کتب سے اور شماک نبویہ کے بیان کے لیے کتب شامل سے موارد اخذ کیا ہے۔

سیرت و مغازی اور تاریخ کی تمام مشہور و معروف کتب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ رسول ﷺ کی پیغمبرانہ سیرت کی اساس و بنیاد عقائد و عبادات پر ہے۔ بنی اکرم ﷺ کی سیرت عبادات (یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ) میں کیا تھی، مؤلف نے اس کی وضاحت کے لیے کتب احادیث سے استفادہ کرنے کے علاوہ فقه کی کتابوں سے بھی مددی ہے۔ بہت سی احادیث سے انہوں نے فتحی مسائل کا استنباط کیا ہے۔

روایت میں موجود مشکل الفاظ کی لغوی و نحوی توضیح و تشریح کے لیے علم لغت و نحو کی کتابوں سے مددی ہے۔ المواہب اللہ نیک کے بعض مضماین پر تصور کا رنگ غالب ہے کیونکہ مؤلف کو تصور سے خصوصی شغف تھا لہذا انہوں نے تصور کی

کتابوں کو بھی پیشِ نظر رکھا۔

(۴) اختصار و جامعیت:

المواہب اللہ نبیہ سیرت نبویہ کے تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ مضامین کی کثرت کے باوصف مؤلف نے اختصار و جامعیت کو مد نظر رکھا ہے۔ مثلاً ما قبل کتب سیرت میں غزوات و سرایا کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے مگر علامہ قسطلانی نے غزوات و سرایا کو جامع انداز میں احادیث صحیح دروایات سیرت کی روشنی میں مختصر انداز میں بیان کیا ہے۔ مؤلف کے مطابق کئی چیزوں کو انہوں نے طوالت کے اندیشے کے پیشِ نظر حذف کر دیا ہے۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ کے چار سو اسمائے گرامی لکھے ہیں ان میں سے ۵۷ ناموں کی وجہ تسمیہ اور تشریح تو پنج بیان کی ہے۔ باقی ناموں کی وجہ تسمیہ طوالت کی بنا پر ترک کر دی ہے۔ مؤلف کے بقول: ”جان لو کہ ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم ان تمام اسمائے شریف کا احاطہ کریں کیونکہ اس میں طوالت کا خدشہ ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے ہم نے اختصار کو اختیار کیا ہے۔“ (۳)

جمع کے فضائل کے بارے میں لکھتے ہیں: ”جمعہ کے فضائل و خصائص کی تعداد بیس تک پہنچ جاتی ہے۔ ابن القیم نے ان کا ذکر ”الحمدی البوی“ میں کیا ہے طوالت کی بنا پر میں ان کا ذکر کروں گا اور نہ یہ میری غرض ہے۔“ (۴)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی حقانیت اور آپؐ کے علوم ربہ کی جو قسمیں کھائی ہیں مؤلف نے اس باب کو علامہ ابن القیم کی کتاب ”اقسام القرآن“ سے مخصوص کر کے پیش کیا ہے۔

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے مؤلف نے بعض اہم واقعات سیرت کے بیان سے صرف نظر کیا ہے۔ مثلاً میثاق مدینہ کا ذکر سرسری انداز میں کیا ہے حالانکہ یہ سیرت النبیؐ کے اہم واقعات میں سے ہے۔

(۵) استفہامی طریز استدلال:

علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کا اسلوب یہ بھی ہے کہ جب بھی کسی موضوع پر بحث کرتے ہیں تو اس میں اپنی طرف سے سوالات اٹھاتے ہیں اور پھر خود ہی ان کا جواب دیتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف سائل بھی ہے اور مسئول بھی۔ اس اسلوب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں قاری کو اکتا ہٹ محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس کی دلچسپی اور رغبت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ بھی وجہ ہے کہ مؤلف نے احادیث و احکام کی توضیح اور دیگر مسائل کے حل کے لیے استفہامی طریز استدلال اختیار کیا ہے۔ ان کے اس طریز اسلوب کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں:-

☆ واقعہ فیل کے تذکرہ میں ایک سوال اٹھاتے ہیں: اگر تم پوچھو کوئی اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے (المترکیف فعل رب باصحاب الفیل) (۵) کیوں کہا؟ حالانکہ یہ قصہ آپؐ کی بعثت سے کئی عرصہ قبل کا ہے۔ (یعنی ”السم تر“ کا صیغہ کیوں استعمال کیا ہے؟) اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مؤلف لکھتا ہے کہ ”یہاں روایت سے مراعلم اور تذکرہ یہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خبر متواتر ہے۔ گویا کہ اس سے حاصل کردہ علم علم ضروری ہے۔ جو کہ قوت میں روایت کے مساوی ہے۔“ (۶)

☆ صحیح بخاری کی روایت ہے: ”وما انتقم لنفسه“ (۷) (آپ نے اپنی ذات کی خاطر کبھی انتقام نہیں لیا)۔ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مؤلف لکھتا ہے: ”اگر تم کہو کہ آپ نے عقبہ بن ابی معیط اور عبداللہ بن حلل کے قتل کا حکم دیا یہ لوگ تھے جو آپ کا یہ حکم آپ کے اس قول ”وما انتقم لنفسه“ کے منافی ہے۔ مؤلف اس کیوضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ لوگ آپ کو اپنچانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی توہین بھی کرتے تھے۔ (۸)

☆ واقعہ اسراء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”هل وقع الاسراء لغيره من الانبياء“ کیا اسراء آپ کے علاوہ کسی اور نبی کے لیے بھی ہوا تھا یا نہیں؟ مؤلف عارف عبدالعزیز المهدوی کے حوالے سے جواب دیتے ہیں: مرتبہ اسراء حرم کے ساتھ حضرت عالیہ میں ہمارے نبی کے علاوہ کسی اور نبی کے لیے نہیں ہوا۔ (۹)

☆ آپ پہلی وجہ کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے سوال اٹھایا ہے: ”آپ نے تین مرتبہ مانا بقاریء کیوں فرمایا؟ ابن حجر کے حوالے سے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”پہلی مرتبہ آپ کے قول مانا بقاریء کو اعتمان پر محمول کیا جائے گا۔ دوسری مرتبہ فی محض کی خرد یعنے کے لیے اور تیسرا مرتبہ استفہام کی غرض سے۔“ (۱۰) ان مذکورہ بالا امثال کے علاوہ مؤلف نے اور بھی کئی مقامات پر احادیث و روایات میں موجود اشکالات کو استفہامیہ طرزِ استدلال سے حل کیا ہے۔

(۶) احادیث و واقعات سیرت کے فائدہ حکم:

علامہ قسطلانی و واقعات سیرت کو جوں کا توں نقل نہیں کر دیتے بلکہ ان واقعات سے مستبطن ہونے والے فوائد اور حکمتوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ اس طرزِ بیان سے واقعات سیرت کی اہمیت اور زیادہ اجاتگر ہو جاتی ہے۔ مثلاً بھرت کا ذکر کرتے ہوئے سوال اٹھاتے ہیں کہ آپ کی مدینہ کی طرف بھرت اور وہاں پروفات تک اقامت میں کیا حکمت تھی؟ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”حکمت اللہی کا اقتضاء یہ تھا کہ آپ کے ذریعے اشیاء کو شرف حاصل ہونے کے اشیاء کے ذریعے آپ کو شرف حاصل ہو۔ اگر آپ اپنی وفات تک ملہ میں رہتے تو یہ خیال کیا جاسکتا تھا کہ آپ کو ملہ کی وجہ سے شرف حاصل ہوا ہے جبکہ ملہ کو اس سے قبل حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے ذریعے شرف حاصل ہو چکا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ آپ کے شرف کا اظہار کرے۔ اس بنا پر آپ گو مدینہ بھرت کا حکم دیا۔ جب آپ بھرت کر کے مدینہ گئے تو مدینہ کو آپ کی وجہ سے شرف حاصل ہوا۔“ (۱۱)

☆ آپ اوس اور ارات کے وقت کیوں کروائی گئی؟ اس کی کیا حکمت ہے؟ علامہ قسطلانی اسکی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو مقامِ محبت کی تخصیص کے لیے مقرر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حبیب و خلیل کے طور پر چن لیا تھا۔ راتِ محبت کرنے والوں کے لیے خاص زمانہ ہے اور حبیب کے ساتھ خلوت رات کے وقت ہی تحقق ہو سکتی ہے۔“ (۱۲)

☆ اسی طرح آب زم زم سے آپؐ کے قلب شریف کو غسل دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”کہا گیا ہے کہ آب زم زم قلب کو تقویت دیتا ہے اور خوف کو دور کرتا ہے۔“ (۱۳)

☆ صحیحین کی حدیث ہے ”وَكَانَ عَلَيْهِ أَذَا صَلَى رَكْعَتِ الْفَجْرِ اضطجعَ عَلَى شَقَّةِ الْأَيْمَنِ“ (۱۴)۔ آپؐ فجر کی دور کعت پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ لیٹ جاتے تھے۔ آپؐ دائیں جانب کو پسند کرتے تھے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ دل بائیں جانب ہوتا ہے۔ لیکن آپؐ بائیں جانب لیٹ جاتے تو نیند میں مستغرق ہو جاتے۔ کیونکہ اس پہلو پر لیٹنے میں راحت زیادہ ہے برخلاف دائیں کروٹ کے کہ اس میں دل معلق رہتا ہے اور انسان نیند میں مستغرق نہیں ہوتا۔ (۱۵)

ذکورہ بالا مثالوں کے علاوہ المواہب اللدنیہ کے اور بہت سے مقامات پر ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے مؤلف کی بصیرت فہم اور واقعات سیرت و احادیث پر گہری نظر رکھنے کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۷) متعدد اقوال میں سے راجح مشہور قول کا تعین:

علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ کسی بھی چیز یا مسئلے کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرتے ہیں پھر ان میں سے صحیح و راجح قول کا تعین کرتے ہیں۔ مثلاً

☆ آپؐ کی ولادت کس سال ہوئی۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں اکثریت کی رائے یہ ہے کہ آپؐ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ ایک رائے کے مطابق واقعہ فیل کے پچھن دن بعد اور دوسرا رائے کے مطابق واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔ مؤلف کے مطابق مشہور قول یہ ہے کہ آپؐ واقعہ فیل کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے۔ (۱۶)

☆ غزوہ ذات الرقان کی وجہ تسمیہ کیا ہے اس بارے میں مؤلف نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:
اس جگہ پر موجود درخت کی وجہ سے ذات الرقان کہتے ہیں۔ (۱۷)

ایک قول کے مطابق اس جگہ کی کچھ زمین سیاہ تھی اور کچھ سفید گویا کہ: ”کانها مرقعة بر قاع مختلفه“ (۱۸)

۔ تیسرا قول سیاہ اور سفید گھوڑوں کی وجہ سے۔ (۱۹)

۔ واقعی کے قول کے مطابق اس غزوہ کی جگہ پر موجود پہاڑ کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔ (۲۰)
علامہ قسطلانی امام تھیلی کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ان سب اقوال میں سے صحیح قول وہ ہے جو امام بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؑ فرماتے ہیں ”هم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے۔ ہم چھ لوگ تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن گر پڑے پس ہم اپنے پاؤں پر خرق یعنی کپڑوں کے چیڑھرے لپٹنے لگے اس وجہ سے اسے غزوہ ذات الرقان کہا جاتا ہے۔“ (۲۱)

☆ حضرت ام حبیبؓ کا نبی اکرم ﷺ سے نکاح کب ہوا اس بارے میں دروایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس وقت ہوا جب وہ جبشہ میں تھیں (۲۲) اور دوسرا روایت کے مطابق جبشہ سے واپس آ کر مدینہ میں ہوا۔ (۲۳) مؤلف

کے مطابق مشہور روایت پہلی ہے۔ (۲۳)

☆ آپ کے مرض کی ابتداء مہات المونین میں سے کس کے گھر سے شروع ہوئی۔ زہری کی مختصر سے روایت کے مطابق حضرت میمونہؓ کے گھر سے شروع ہوئی۔ (۲۴) سیرت ابو معشر میں ہے کہ زینب بنت جحشؓ کے گھر سے ہوئی (۲۵) اور سیرت سلیمان لتبی کے مطابق حضرت ریحانہؓ کے گھر سے ہوئی۔ (۲۶) مؤلف کے مطابق ”پہلا قول معتمد ہے“۔ (۲۷)

(۸) روایات سیرت سے فقہی مسائل کا استنباط:

المواہب اللد نیکا مقصدم نہ جو کہ آپؐ کی عبادات کے بیان پر مشتمل ہے مؤلف نے آپؐ کی عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ) کے بیان کے لیے احادیث نبویہ ﷺ سے استفادہ کیا ہے اور ان احادیث سے بہت سے فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے۔ وہ مختلف مسائل میں چاروں نماہب فقہ کا فقط نظر بیان کرتے ہیں۔ اس مقصدم میں زیادہ تر فقہی مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپؐ کی ملنی اور مدنی زندگی کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بھی مؤلف نے بہت سے فقہی مسائل اخذ کیے ہیں۔ اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ روایات سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کو آپؐ نے فدیے لے کر رہا کر دیا تھا۔ (۲۸) لیکن عقبہ بن ابی معیط اور نصر بن حارث کے قتل کا حکم دیا۔ (۲۹)

ان واقعات سیرت کی روشنی میں مؤلف لکھتا ہے کہ قیدیوں کے متعلق جمہور علماء یہ حکم دیتے ہیں کہ امام کو قیدیوں کے بارے میں اختیار ہے چاہے تو انہیں قتل کر دے جیسا کہ آپؐ نے بنی قریظہ کے قتل کا حکم دیا تھا یادیے لے کر انہیں رہا کر دے جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا۔ یہ امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت کا نام ہے۔ (۳۰)

☆ غزوہ خندق کے موقع پر بنی قریظہ نے مسلمانوں کے ساتھ غذہ اری کی جس کی بنابرآپؐ نے بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کا اختیار سعد بن معاذؓ کو دیتے ہوئے فرمایا ”احکم فیہم یاسعد“ (اے سعدان کے متعلق فیصلہ کرو) اس پر حضرت سعدؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے تجھے ان کے متعلق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۳۱)

علامہ قسطلانی اس واقعہ کے تحت درج ذیل فقہی مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس قصہ سے آپؐ کے زمانے میں اجتہاد کا جواز ملتا ہے۔ اور یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں اہل اصول فقہ کا اختلاف ہے۔ مختار قول جواز کا ہے۔ خواہ اجتہاد آپؐ کی موجودگی میں ہو یا غیر موجودگی میں۔ (۳۲)

☆ صلح حد پیغمبر کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف لکھتا ہے: ”کیا مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح جائز ہے کہ اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو کر آجائے تو اسے مشرکین کو لوٹا دیا جائے؟“ (۳۳) اس بات پر جمہور علماء میں اختلاف ہے۔ بعض اسے جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز۔ جو جواز کے قائل ہیں وہ بطور دلیل حضرت ابو جندلؓ اور حضرت ابو بصیرؓ کا قصہ بیان کرتے

ہیں۔ (۳۵) اور جو جواز کے قائل نہیں وہ یہ کہتے ہیں جو کچھ اس قصہ میں واقع ہوا ہے وہ منسون ہو چکا ہے اس کی ناخ درج ذیل حدیث ہے۔

”انا بربی ء من مسلم بین مشرکین“ (۳۶) یہ احتجاف کا قول ہے۔ (۳۷)

☆ صلح حدیثیہ کے تذکرہ کے بعد عام الفتح میں حرمت خرپ فقہی مسائل پیش کیے ہیں (۳۸)۔ اسی طرح غزوہ خبر کے موقع پر آپؐ نے پالتو گدھے کے گوشت کو حرام قرار دیا۔ مؤلف نے اس بارے میں طویل فقہی بحث کی ہے۔ (۳۹)

☆ نبی اکرم ﷺ کی توضیح و انصاری کا ذکر کرتے ہوئے ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں ہے کہ آپؐ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہوتا تھا۔ (۴۰) جبکہ ایک اور حدیث کے مطابق حضرت موسیٰ اشعریؓ سے مردی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے

دربان تھے جب آپؐ کنویں کی منڈیر پر تشریف فرماتھے۔ (۴۱)

ان احادیث کے تحت مؤلف نے فقہی مسئلہ پیش کیا ہے:

حاکم کے لیے جا ب کے مشروع ہونے کے بارے میں اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ کوئی دربان مقرر نہ کرے جبکہ دوسرے فقہی مذاہب اس کے جواز کے قائل ہیں۔

پہلی رائے کو زمانہ امن، لوگوں کے خیر پر مجتمع ہونے اور حاکم کی اطاعت کے زمانے پر محروم کیا جائے گا جبکہ دوسرے قول ہے کہ جھگڑوں کو ختم کرنے اور شریروں سے ہفاظت کی غرض سے دربان مقرر رکنا مستحب ہے۔ واللہ عالم۔ (۴۲)

ان مذکورہ بالا امثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف کو فقہی مسائل پر عبور حاصل تھا اور احادیث اور واقعات سیرت کے ذریعے فقہی مسائل کا استنباط کرنے میں مہارت تاثمہ تھی۔

(۹) روایات میں اشکالات کی نشاندہی اور ان کا حل:

المواهب اللدنیہ میں چند ایسی احادیث و روایات کا تذکرہ بھی ملتا ہے جن میں اشکالات پائے جاتے ہیں۔ مؤلف نے اپنی فہم و فراست سے ان اشکالات کا جواب دیا ہے۔ مثلاً

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لکل نبی دعوة مستجابة“۔ (۴۳)

”ہر نبی کے لیے ایک مستجاب دعا ہوتی ہے۔“

اس حدیث کے ظاہری معنی کے مطابق ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک دعا دی ہے جو وہ قبول ہوتی ہے۔ جبکہ احادیث صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف ہمارے نبی ﷺ بلکہ باقی انبیاء کی بھی بہت سی دعائیں قبول ہوئیں۔ مؤلف اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے: مقبول دعا کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مقبولیت قطعی اور یقینی ہوگی۔ اس کے علاوہ باقی دعائیں قبولیت کی امید کے درج میں ہوں گی۔ بعض علماء یہ جواب دیتے ہیں کہ آپؐ کے قول ”لکل نبی دعوة مستجابة“

سے مراد آپؐ کی افضل دعاؤں میں سے ایک ہے اگرچہ انہوں نے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی دعائیں کیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان انبیاء میں سے ہر ایک کے لیے اپنی امت کے حق میں ایک مستجاب دعا ان کی ہلاکت یا نجات سے متعلق ہوگی اور یہ دعا عام ہوگی اور باقی خاص دعاؤں میں سے کچھ مستجاب ہوں گی اور کچھ نہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوگی جو اس کی دنیا یا اس کے نفس کے لیے خاص ہوگی۔ (۲۳) جیسا کہ نوحؐ کی دعا ہے:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكُفَّارِيْنَ ذَيَّارًا﴾ (۲۵)

حضرت زکریاؑ کی دعا:

﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي﴾ (۲۶)

☆ شفاعة نبیؐ کے متعلق مؤلف نے یہیں سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ جب لوگ قیامت کے دن سفارش کے لیے حضرت نوحؐ کے پاس جائیں گے تو کہیں گے: ”یا نوح انت اوّل الرسل الی اهل الارض“۔ (۲۷) اس قول میں اشکال یہ ہے کہ نوحؐ پہلے رسول کیونکر ہوئے جب کہ آدمؐ بھی نبی مرسل ہیں اسی طرح شیعہ وادریئیں کا شمار بھی رسولوں میں ہوتا ہے اور یہ سب رسول حضرت نوحؐ سے قبل کے تھے۔

مؤلف اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

”اویت کی قید اہل الارض کے ساتھ ہے۔ آدم، شیعہ اور ادریئیں تمام اہل ارض کی طرف رسول نہیں تھے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ تیوں نبی تھاندہ کے رسول۔۔۔ اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ آدم کی رسالت ان کے بیٹوں کی طرف تھی اور وہ موحد تھے اور نوحؐ کی رسالت کفار کی طرف تھی تاکہ وہ انہیں توحید کی دعوت دیں۔“ (۲۸)

ذکورہ بالا امثال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی روایات کو جوں کا توں نہیں نقل کر دیتے بلکہ تحقیق و تفحص اور غور و فکر کے بعد روایات میں موجود اشکالات کی نہ صرف نشاندہی کرتے ہیں بلکہ اس کا مناسب جواب بھی دیتے ہیں۔

(۱۰) روایات میں ادہام و اغلاط کی صحیح:

علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کی ایک خوبی روایات میں ادہام و اغلاط کی صحیح ہے۔ چنانچہ سیرت نگاری کے دوران وہ ایسی بہت سی احادیث کی نہ صرف نشاندہی کرتے ہیں جو ادہام و اغلاط پیدا کرتی ہیں بلکہ تحقیق و تفییش سے ان کی اصلاح بھی کرتے ہیں۔ مثلاً

☆ صحیح مسلم کی ایک روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں پر تمیں دن تک بد دعا کی جنہوں نے اصحاب برمونہ کو قتل کیا۔ (یعنی) وہ رعل، بحیان اور عصی پر بد دعا کرتے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی (۵۲)۔

مؤلف کے مطابق روایت میں بحیان کا ذکر ہوا ہے اور یہ روایت میں وہم ہے کہ بحیان نے اصحاب برمونہ کو قتل کیا

ہو۔ بلکہ وہ عل، ذکوان، عصیہ اور بنسیم سے ان کے ساتھی تھے۔ جہاں تک بنیجیان کا تعلق ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعث الرنجع کے موقع پر صحابہ کرامؐ کو شہید کیا۔ (۵۳)

☆ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کو هجرت کے چھتیسویں مہینے میں رنجع کی طرف عضل وقارہ کے قبائل کے پاس بھیجا۔ (۵۴) مؤلف کے مطابق قصہ عضل وقارہ کا تعلق بعث الرنجع سے ہے نہ کہ سریہ برمونہ سے۔ ابن اسحاق نے ان دونوں سریوں کے درمیان فصل قائم کی ہے۔ انہوں نے بعث الرنجع کو ۳۳ ہجری کے اوآخر میں اور سریہ برمونہ کو ۴۰ ہجری کے اوائل میں ذکر کیا ہے اور واقعہ نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب برمونہ اور اصحاب الرنجع دونوں کی خبر نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک ہی رات میں پہنچی۔ امام بخاریؓ کے ترجمہ کا سیاق یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ بعث الرنجع اور برمونہ ایک ہی سریہ ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ بعث الرنجع کا تعلق عاصم اور خبیب اور ان دونوں کے ساتھیوں سے تھا۔ اور یہ سریہ عضل وقارہ کے ساتھ تھا۔ اور برمونہ قراء کا سریہ تھا اور یہ سریہ عل و ذکوان کے ساتھ تھا۔ گویا کہ امام بخاریؓ نے ان دونوں سریوں کو ان کے (زمانی) قرب کی بنابردمغ کر دیا ہے۔ (۵۵)

☆ غزوہ تبوک کا ذکر امام بخاریؓ نے پنج الوداع کے بعد کیا ہے۔ (۵۶) علامہ قسطلاني کے مطابق یہ غزوہ بلا اختلاف ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں وقوع پذیر ہوا۔ امام بخاری نے جو اسے پنج الوداع کے بعد ذکر کیا ہے تو شاید یہ ناسخ کی خطاب ہے۔ (۵۷)
 (۱۱) لطیف نکات کا استنباط:

مؤلف نے بہت سے مقامات پر آیات و احادیث اور واقعات سیرت سے لطیف نکات مستنبط کیے ہیں۔ جو مؤلف کی وقت نظر اور ذکر فہم کی دلیل ہیں۔ ان میں سے چند نکات درج ذیل ہیں:

☆ آپؐ کی هجرت کے واقعات میں سے غایثور کے تذکرہ میں درج ذیل آیت کریمہ نقش کی ہے: ”لاتحزن انَّ اللَّهَ مَعْنَا“ (۵۸) اس آیت کی تفسیر بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”تم بني اسرائیل کے لیے موئیؑ کے قول: ”کلا ان ربی سیہدین۔“ پر غور کرو اور صدیق اکبرؑ کے لیے ہمارے نبی اکرم ﷺ کے قول: ”انَ اللَّهُ مَعْنَا“ پر غور کرو۔ موئیؑ نے اللہ کے ساتھ صرف اپنی معیت کو خاص کیا ہے اور اپنے اتباع کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جب کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؑ کو بھی اپنے ساتھ اللہ کی معیت میں شامل کیا ہے“ (۵۹)

☆ رکوع و تہود میں قرآن پاک کی قرات کی ممانعت کے متعلق کہتے ہیں: اس میں ایک لطیف فائدہ موجود ہے جس کا ذکر بعض محققین نے کیا ہے۔ آپؐ کا رکوع اور سجدہ میں قرآن کی قرات سے روکنا اس لیے ہے کہ قرآنؐ کریم اشرف الكلام ہے اور رکوع اور سجدہ دونوں حالتیں عاجزی اور پرستی کی ہیں۔ پس کلامِ الہی کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں حالتوں میں قرآنؐ نہ پڑھا جائے اس کے برعکس حالت قیام میں قرآن کی قرات اولی ہے۔ (۶۰)

☆ حضرت اسماعیلؑ کے ذبح کے واقعہ سے ایک لطیف نکات مستنبط کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اے دوست دیکھو اس قصہ میں

کیسا جلیل راز ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جر کے بعد کسر اور تخفیت کے بعد نرمی دھلاتا ہے۔ حضرت حاجہ اور ان کے بیٹے کادوری، تہائی اور پردیس میں صبر اور اولاد کے ذبح کے لیے سرتسلیم ختم کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جس کے لیے وہ اپنی مخلوق میں سے اس کی کمزوری، ذلت، اعکساری اور صبر پر رفت چاہتا ہے تو اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ (۶۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَنُرِيدُ أَنْ تُمَنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَرِثَةِ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ (۶۲)

(۶۲) آیات کا سبب نزول اور تفسیر:

علامہ قسطلانی نے المواہب اللد نیہ کی تالیف کے لیے جن مصادر و مأخذ سے استفادہ کیا ہے ان میں قرآن کریم سرفہrst ہے۔ مؤلف نے واقعات سیرت بیان کرتے ہوئے جامباج آیت قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔ نزول وہی کاذک ہو یا غزوہ کا، نبی اکرم ﷺ کے اسماء گرامی کاذک ہو یا آپؐ کے خصائص کا مؤلف نے ہر ایک موضوع کے تحت آیات سے استدلال کیا ہے۔ وہ نہ صرف آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں بلکہ آیات کا سبب نزول بھی بتاتے ہیں۔ مثلاً

☆ غزوہ بدرا الموعد کاذک کرتے ہوئے درج ذیل آیت نقل کی ہے:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَيْهِ قَوْلَهُ: فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِ لَمْ يَمْسَسُهُمْ سُوءٍ﴾ (۶۳)

مؤلف کے مطابق صحیح ہی ہے کہ یہ آیت حمراء الاسد کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ عمار الدین اہنی کثیر نے بیان کیا ہے۔ (۶۴)

☆ عثمان بن طلحہ خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے خانہ کعبہ کی چالی عثمان بن طلحہ کے پاس رہنے والی اس واقعہ کے تذکرہ میں مؤلف لکھتا ہے: بے شک یہ آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ يَا مُرْسُلُمْ أَنْ تُؤَدِّوَا الْأَمْلَاتِ إِلَى أَهْلِهِ﴾ (۶۵) عثمان بن طلحہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۶۶)

☆ غزوہ تبوک میں تین صحابہ یعنی کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ریث پیچھہ رہ گئے تھے۔ مؤلف نے ان کاذک کرتے ہوئے سورۃ التوبہ کی وہ آیات نقل کی ہیں جو کہ ان تین صحابہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (۶۷)

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفَقَ﴾ (۶۸) مؤلف نے اس کے سبب نزول میں چار اقوال نقل کیے ہیں۔ (۶۹)

آیات کا سبب نزول بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آیات کی تفسیر و توضیح مفسرین کے اقوال کی روشنی میں پیش کی ہے۔

☆ منافقین کی مسجد ضرار کاذک کرتے ہوئے درج ذیل آیت نقل کی ہے:

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفُرًا﴾ (۷۰)

مؤلف نے اس آیت کی تفسیر واحدی کے حوالے سے کہا ہے۔ علامہ واحدی کے مطابق ”ابن عباس، مجاهد، قادہ اور دیگر مفسرین نے کہا ہے: جن لوگوں نے مسجد پر بنائی وہ بارہ افراد تھے اس مسجد کی تعمیر کے ذریعے وہ مسجد قبا کو ضرر پہنچانا چاہتے تھے۔ لہذا انہوں نے متفقین کے ایک گروہ سے کہا ہم مسجد بنائیں گے اس میں ہم باقی کریں گے اور رحمۃ اللہ کے پیچھے (نماز) میں حاضر رہوں گے۔“ (۱۷)

☆ اسی طرح مؤلف نے سورہ کوثر کی تفسیر امام فخر الدین رازی کے کے حوالے سے کہا ہے۔ (۲۸)

☆ سورہ نساء کی آیت: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّلِحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ (۲۹) کی تفسیر کے ذیل میں امام بغوی اور امام واحدی کے تفسیری اقوال پیش کیے ہیں۔ (۲۸)

(۱۳) الفاظ کی لغوی اور نحوی تشریح:

عربی زبان دنیا کی تمام زبانوں سے وسیع تر زبان ہے۔ اس میں ایک چیز کے بہت سے نام اور بہت سی لغات پائی جاتی ہیں۔ ایک ہی مفہوم کو سینکڑوں عنوانات اور الفاظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اعراب اور احتقاد کے بدلنے سے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ قسطلاني نے سیرت نگاری کے دوران آنے والے بہت سے مشکل الفاظ کے نہ صرف معنی بتائے ہیں بلکہ اعراب کی بھی نشاندہی ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو کسی وقت اور دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ علامہ قسطلاني نے جن الفاظ کی لغوی و نحوی توضیح و تشریح کی ان میں اشخاص، جگہوں، پوادوں اور بیماریوں کے نام شامل ہیں۔ علاوہ ازیں احادیث اور اشعار میں آنے والے مشکل الفاظ کی بھی لغوی وضاحت کی ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے علماء لغت کے اقوال و آراء سے بھی استفادہ کیا ہے۔

اشخاص کے ناموں کی لغوی وضاحت کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:-

☆ ابن قصی۔ بفتح الصاد۔ تصعیر قصی ای بعد عن عشيرته فی بلاد قضاعة (۲۵)
ابن قصی۔ صاد کی فتح کے ساتھ ہے۔ قصی کی تصعیر ہے۔ یعنی دور، اس لیے کہ وہ اپنے خاندان سے دور بلاد قضاعة میں رہتے تھے۔

☆ ابن الیاس۔ بکسر الهمزة فی قول ابن الأنباری وبفتحها فی قول قاسم بن ثابت ، ضد الرجاء واللام فیه للتعريف والهمزة للوصل۔ (۲۶)

ابن الیاس۔ حمزہ کی کسر کے ساتھ ہے۔ یا ابن الانباری کا قول ہے۔ جبکہ قاسم بن ثابت کے قول کے مطابق حمزہ کی فتح کے ساتھ ہے۔ الیاس رجاء کی ضد ہے اور اس میں امام تعریف کے لیے اور حمزہ وصل کے لیے ہے۔

☆ الزنيرة۔ بکسر الزای وتشدید النون المكسورة کسکینہ کذافی القاموس۔ (۲۷)

زاء کی کسرہ اور نون کی تشدید و کسرہ کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ سکینہ۔ قاموس میں ایسے ہی لکھا ہے۔

اسی طرح مؤلف نے مختلف جگہوں کے ناموں کی لغوی توضیح کی ہے۔

قردہ : ق کی قُخ اور راء کے سکون کے ساتھ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ راء کی کسرہ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ ابن الغرات نے ضبط کیا ہے۔ یہ بند کے چشموں میں سے ایک چشمے کا نام ہے۔ (۷)

رَجْعِ : راء کی قُخ اور حیم کی کسرہ کے ساتھ ہے۔ ججاز کے نواح میں مکہ اور عسافان کے درمیان قبیلہ هذیل کے چشموں میں سے ایک چشمہ کا نام ہے۔ (۸)

دُوْمَه : دال کی ضمہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک شہر کا نام ہے۔ اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ راتوں کی مسافت ہے۔ (۹)

ارکانِ اسلام میں سے زکوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ لغت میں یہ نشوونما اور پاکیزگی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ذریعے مال ایسی جگہ سے نشوونما پاتا ہے جو دکھائی نہیں دیتی۔ زکوٰۃ اپنے ادا کرنے والوں کو گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا اجر اللہ کے ہاں بڑھتا ہے۔ شریعت میں زکوٰۃ کو اس کے لغوی معنوں کی بنابر زکوٰۃ کہتے ہیں۔ (۱۰)

علامہ قسطلاني نے کتب احادیث کے ایک بڑے ذخیرہ سے استفادہ کیا ہے۔ وہ صرف نقل حدیث پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی لغوی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی ازلیت سے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے۔

”انی عند الله لخاتم النبیین و ان آدم لم ينجدل فی طینته.“ (۱۱)

حدیث میں مذکور لفظ ”مُنْجَل“ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”طَرِيحاً مَلْقِيًّا عَلَى الْأَرْضِ قَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ.“ (۱۲)

نَفْخِ الرُّوحِ سے قبل یہ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔

☆ ارشادِ بُوی ﷺ ہے: ”ولَا ترْفَعْ عصَاكَ عَنْ أهْلِكَ ادْبَأً.“ (۱۳)

ابن الاشیر کے حوالے سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی تو ان کو تَوَتَّ دیب اور طاعتِ الٰہی پرجع کر۔ کہا جاتا ہے کہ شقِ العصا کے معنی جماعت سے عیحدہ ہو جانا ہے۔ اس سے مراد عصا کے ساتھ مارنا نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ تو ان کو ادب سکھانے اور فساد سے منع کرنے پر غفلت مت دکھانا۔ (۱۴)

یعلی بن مرتضیٰ ثقہی سے مروی ہے:

”بِينَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَرَنَا بِعِيرٍ يَسْنَى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَهُ الْبَعِيرُ جَرَ جَرْ فَوْضَعَ

جو انہ ... الی آخرہ“ (۱۵)

مؤلف کے مطابق : جران حیم کی کسرہ کے ساتھ ہے۔

ابن فارس نے لکھا ہے: ”مُقدَّم عنق الْبَعِيرِ مِنْ مَذْبَحِهِ الْنَّحْرِ“ (۱۶)

عبداللہ بن اقرم الخزاعی فرماتے ہیں: ”وقد صلی معا علیہ السلام . سنت انصاری عفرة ابطیه“ (۸۸)

العفرة کی وضاحت میں الہروی کا قول نقل کرتے ہیں: ”البيان الذي ليس بخالص“ (۸۹)

اس کے علاوہ مؤلف نے متعدد مقامات پر احادیث میں موجود مشکل الفاظ کی توضیح کی ہے۔

طبب نبویؐ کے باب میں مؤلف نے بہت سی بیماریوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے معانی کی وضاحت کی ہے۔ ان میں عذرۃ، ذات الحجب، استسقاء، عرق النساء، الکلی اور طاعون وغیرہ شامل ہیں۔

علاوہ اذیں مؤلف نے سیرت نگاری کے دوران جا بجا اشعار سے استشهاد کیا ہے۔ استشهاد کرتے ہوئے ان اشعار کے اندر موجود مشکل الفاظ کی لغوی و خوبی وضاحت کی ہے۔

(۱۲) اشعار سے استشهاد:

قدیم سیرت نگاروں کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ سیرت نگاری کے دوران بہت زیادہ اشعار نقل کرتے تھے بعد کے ادوار میں نقل اشعار کا رجحان نبنتا کم ہو گیا۔ علامہ قسطلاني نے بھی المواہب اللدنیہ میں کئی مقامات پر اشعار سے استشهاد کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحؓ، حضرت ابو یکر صدیقؓ، حضرت بلاؓ، حضرت ابوسفیان بن الحارثؓ، حضرت صفیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے اشعار نقل کیے ہیں۔ (۹۰)

مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے جو اشعار کہے وہ بھی مؤلف نے نقل کیے ہیں۔ نیز نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اور آپؐ کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ (۹۱)

ان کے علاوہ جن لوگوں کے اشعار نقل کیے ہیں ان میں صوفیہ، فقہا اور نامور شعراء شامل ہیں۔ ان کے نام درج ذیل

ہیں:

ابراهیم بن ابی الحمد (م ۶۷۵ھ) (۹۲)، علی بن محمد بن محمد بن وفا الشاذلی (م ۸۰۷ھ) (۹۳)، عبداللہ بن میکی الشقر طیسی (م ۲۶۲ھ) (۹۴)، عبداللہ بن محمد ابو محمد المرجانی (م ۲۹۹ھ) (۹۵)، محمد بن سعید شرف الدین البوصیری (م ۲۹۲ھ) (۹۶)، حسین بن حانی ابو نواس (م ۱۹۸ھ) (۹۷)، حسن بن شاور ابن القیقب المعروف بالفیسی (۹۸)، ابوالیمن بن عساکر (۹۹)، ابو محمد عبداللہ بن الحسین القرطبی (۱۰۰)، رضی الدین ابو عبد اللہ بن یوسف الانصاری الشاطبی (۱۰۱)، محمود بن حسن الوراق (م ۲۲۵ھ) (۱۰۲)، محمد بن محمد ابوالولید محب الدین ابن الحشنه الحلی (م ۸۱۵ھ) (۱۰۳)، محمد بن خلیفہ ابو عبد اللہ الابی (م ۸۲۷ھ) (۱۰۳)، شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) (۱۰۵)، ابن ججر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) (۱۰۶)، ابو تمام الطائی (۱۰۷)، زفر بن الحارث (۱۰۸)، برهان الدین القیراطی (۱۰۹)، ابو الحسن بن الغفل المقدسی (۱۱۰)، ابو الحکم بن المرحل (۱۱۱)، زین الدین عراقی (۱۱۲)، ابن الحلاوی (۱۱۳)، ابوفضل الجوهري (۱۱۴)، ابو عبد اللہ بن ابن القاسم بن الحکیم (۱۱۵) اور احمد بن محمد الغریف (۱۱۶) وغیرہ۔

اس کے علاوہ اور بہت سے اشعار شاعر کا حوالہ دیے بغیر نقل کیے ہیں۔ (۱۱۷) مؤلف نے صرف نقل اشعار پر اتفاقاً

نبی کیا پلکہ ان اشعار کی توضیح و تشریح بھی کی ہے اور ان میں موجود مشکل الفاظ کی انغوی وضاحت کی ہے۔ (۱۸)

(۱۵) تصوّف کے باطل نظریات اور بدعتات کی تردید:

علامہ قسطلانی نے سیرت نگاری کے دوران تصوّف کی راہ سے آنے والے باطل نظریات و افکار نیز اپنے وقت میں راجح بدعتات کی تردید کی ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾ (۱۹)

اس آیت کی تفسیر میں مؤلف نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عبادات و قیام کا ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے متصوفین کے غلط نظریہ ظفر کی تردید کی ہے۔ مؤلف کے مطابق ”وَ لَوْلَغْ جَوَانِپَنْ تَوْصُفَ سَمِنْسُوبْ قَرَادِيَّةِ“ ہیں کہتے ہیں کہ قربِ حقیقی بندے کو اعمالِ ظاہرہ سے اعمالِ باطنہ کی طرف منتقل کرتا ہے اور جسم و جوارح کو اعمال کی مشقت سے راحت دلاتا ہے۔ یہ لوگ کفر و الحاد میں بنتا ہیں۔ انہوں نے عبادت کو معطل کر دیا ہے اور گمان کیا ہے کہ وہ اپنے خیالاتِ باطلہ کی وجہ سے عبادات سے مستغتی ہو جائیں گے۔ یہ باطل خیالاتِ محض نفس کی آرزوئیں اور شیطان کا دھوکا ہیں۔“ (۱۲۰)
صحیحین کی ایک حدیث کے مطابق ایامِ منی کے دوران حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ اس وقت دوڑکیاں ان کے پاس بیٹھیں دف بخار ہی تھیں۔ ابو بکرؓ نے ان کوڈاٹا۔ نبی اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ ان کو چھوڑ دو یہاں کے ایامِ عید ہیں۔ (۱۲۱)

صوفیہ کی ایک جماعت نے اس حدیث سے غنا اور اس کے سماں کو مباح قرار دیا ہے۔ مؤلف نے ان کے اس نظریے کی تردید حضرت عائشہؓ کی ایک اور حدیث سے کی ہے جس کے الفاظ ہیں: ”ولیستا بِمَعْنَیَتِينَ“ (۱۲۲) بعد ازاں علامہ قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ زنا دفعہ کے آثار میں سے ہے۔ (۱۲۳)

خطیب رمضان ”لَا آلَاءَ إِلَّا لِلَّهِ كَبَالَهُ... إِلَى الْآخِرَةِ“ (۱۲۴)

علامہ قسطلانی نے اس کی تردید کرتے ہوئے شیخ سخاوی کے حوالے سے لکھا ہے: ”بلادِ یمن، مکہ، مصر، بلادِ مغرب اور باقی تمام شہروں میں مشہور ہے کہ یہ خطیب رمضان ہے۔ جو کہ ڈو بنے، چوری ہونے، جلنے اور باقی تمام آفات سے محفوظ رکتا ہے۔ یہ بذعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔“ (۱۲۵)

امام حاکم کی المستدرک میں ایک درود نکور ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

”اذا شهد احدكم في الصلاة فليقل : اللهم صل على محمد وعلى آل محمد ، وارحم
محمدًا وآل محمد ، كما صليت وباركت وترحمت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد.“ (۱۲۶)

علامہ قسطلانی کے مطابق ایک گروہ نے درود کے صحیح ہونے پر اصرار کیا ہے۔ یہ ان کا وہم ہے یہ روایت یحییٰ بن الساق

سے ہے۔ وہ ایک مجہول آدمی ہے اور ایک مجہوم آدمی سے روایت کر رہا ہے۔ ابن العربي نے اس کے انکار میں مبالغہ کیا ہے اور اسے بدعت کے قریب قرار دیا ہے۔ (۱۲۷)

(۱۲) باطل فرقوں (روافض، زنادقہ، قرامطہ، مرجحہ، معتزلہ) کے عقائد بالظہ کی تردید:

اسلام کے اوپرین ادوار میں بہت سے باطل فرقوں نے جنم لیا۔ جنہوں نے اپنے نظریات کی تائید کے لیے آیات و احادیث کے اپنی مرضی سے معنی متعین کیے۔ علامہ قسطلانی نے المواہب اللہ نیہ میں حسب موقع محل ان فرقوں کے باطل نظریات کی نشاندہی کرتے ہوئے تردید کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ۹ ہجری میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کیا اور ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا: امیر ہو یا مور بن کر آئے ہو۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا مور بن کر آیا ہوں۔ (۱۲۸) مؤلف کے مطابق رافضہ کہتے ہیں حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو معزول کر دیا تھا۔ یہ ان کی افتراض اپردازی ہے۔ (۱۲۹)

صحابہ کرامؓ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ مَشْهُمُ فِي التُّورَةِ وَمَشْهُمُ فِي الْإِنْجِيلِ كَتَرْعِ أَخْرَاجَ شَطْهَةَ فَأَزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الرُّزْاعَ لِيَغِيظُ بِهِمُ الْكُفَّارُ﴾ (۱۳۰)

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں: ”اس آیت سے امام مالکؓ نے ان روافض کی تکفیر کی ہے جو صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے تھے۔ اور جو صحابہ سے غیظ رکھتا ہے وہ کافر ہے۔ (۱۳۱)

روافض کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی ایک پیشین گوئی کا ذکر علامہ بہقی نے دلائل النبۃ میں ذکر کیا ہے۔ حضرت علیؓ سے مردی ہے آپؓ نے فرمایا:

”یکون فی امتی یسمون الرافضه ، یرفضون الاسلام“ (۱۳۲)

اسی طرح قدریہ اور مرجحہ کے بارے میں نے فرمایا تھا:

”هم مجوس الامۃ“ (۱۳۳) ”وہ امت کے مجوسی ہیں۔“

حدیث اسراء کے متعلق علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ لیکن مخد زنادقہ اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ (۱۳۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ (۱۳۵)

معزلہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کونہ دنیا میں دیکھا جاسکتا ہے اور نہ آخرت میں دیکھا جائے گا۔ علامہ قسطلانی کے مطابق معزلہ نے اہل سنت والجماعت کی مخالفت کی ہے اور جہل کے مرتكب ہوئے ہیں۔ (۱۳۶)

انہیاء میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) ﴿ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَتٍ ﴾ (۱۳۷)

(۲) ﴿ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلَىٰ بَعْضٍ ﴾ (۱۳۸)

مؤلف کے مطابق یہ دونوں آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ انہیاء اور رسولوں کے مراتب مختلف ہیں برخلاف معقولہ کے ان کا کہنا ہے کہ انہیاء کو ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں۔ مذکورہ بالادونوں آیات ان کے نظریے کی تردید کرتی ہیں۔ (۱۳۹) نبی اکرم ﷺ قیامت کے روز گناہ گاروں کے جہنم سے نکلنے کی سفارش کریں گے۔ بعض معقولہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے۔ ان کا استدلال درج ذیل آیات سے ہے۔

(۱) ﴿ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشُّفَعَيْنِ ﴾ (۱۳۰)

(۲) ﴿ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٌ يُطَاعُ ﴾ (۱۳۱)

علامہ قسطلانی کے مطابق اہل سنت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ آیات کفار کے بارے میں ہیں نہ کہ گناہ گار مسلمانوں کے بارے میں۔ (۱۳۲)

بحوالہ قاضی عیاض کہتے ہیں: اہل سنت کا نہ ہب عقلائی شفاعت کے جواز کا ہے اور سمعاً و جوب کا ہے۔ (۱۳۳)

خلاصہ بحث:

نبی اکرم ﷺ کی شخصیت جامع اور ہم گیر ہے۔ ایک بہترین سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالے۔ علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں سیرت نبویؐ کے تقریباً تمام اہم پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ المواہب اللدنیہ میں موضوعات سیرت کی کثرت ہے۔ مضامین کا تنوع، مصادر کے تنوع کا مقاضی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ المواہب اللدنیہ کی تالیف میں مؤلف نے متعدد و متنوع مصادر و مأخذ سے استفادہ کیا ہے۔ نیز بعض واقعات سیرت کے بیان میں اختصار کے پہلو کو مدد نظر رکھا ہے۔ علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کی ایک خصوصیت استفہامیہ طرز استدلال ہے۔ اس اسلوب کی خوبی یہ ہے کہ قاری کو کسی قسم کی اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ مؤلف نے واقعات سیرت کو یونہی نہیں نقل کر دیا بلکہ ان واقعات سیرت سے مستبطن ہونے والے فوائد اور حکمتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

متعدد اقوال میں سے راجح و مشہور قول کا تعین بھی آپؐ کی سیرت نگاری کی نمایاں خصوصیت ہے۔ مؤلف نے روایات سیرت سے فتحی مسائل کا استنباط اور روایات میں موجود اشکالات کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کا حل بھی پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں روایات کے الفاظ میں موجود اوهام و اغلاط کی تصحیح بھی کی ہے۔ مؤلف نے بہت سے مقامات پر آیات واحدیث اور واقعات سیرت سے طیف نکات مرتبط کیے ہیں۔ نیز آیات کا سبب نزول اور ان کی تفسیر بیان کرنے کے علاوہ مشکل الفاظ کی لغوی توضیح و تشریح بھی کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے سیرت نگاری کے دروان تصوف کے باطل نظریات اور بدعاۃت کی تردید کرنے کے علاوہ باطل فرقوں یعنی رواضی، زنا دقة، قرامط اور معقولہ کے عقائد باطلہ کی تردید کی ہے۔ علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کی ان خصوصیات نے انہیں عظیم سیرت نگاروں کی صاف میں کھڑا کر دیا ہے۔

حوالى وحواله جات

- ١- ندوى، سيد سليمان، خطبات مدرس، اداره مطبوعات طلبه لاهور، جولائى ١٩٩٧ء، ٨٥
- ٢- شاه عبدالحق دھلوی، مدارج النبوة، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان، ١٩٧٧ء-١٩٧٨ء، ٥١٣٩٧
- ٣- القسطلاني، أحمد بن محمد شهاب الدين ابوالعباس(م-٥٩٢٣)، المواهب اللدنية بالمنج المحمدية، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ١٩٩٦ء، ٣٦٩/١
- ٤- المواهب اللدنية، ١٨٧/٣، الفیل : ١
- ٥- المواهب اللدنية، ٥٣/١، البخاری، محمد بن اسماعیل، أبوعبدالله(م٥٢٥٦)، الجامع الصحيح، دارالسلام للنشر والتوزيع الرياض، ١٤١٩-١٩٩٩ء، كتاب الحدود، باب کم التعذیر والأدب، ١١٨١(٦٨٥٣)؛ أبيعلی الموصلى، أحمد بن على (م٤٣٦٥) المسند، تحقيق: عبدالقادر عطا، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ١٩٩٨ء، ٤/٢٥٢
- ٦- المواهب اللدنية، ٩٠/٢، المواهب اللدنية، ٣٤٣/٢
- ٧- المواهب اللدنية، ١٠٥/١، المواهب اللدنية، ٣٤٢/٢
- ٨- المواهب اللدنية، ٣٥٤/٢
- ٩- صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب الضجعه على الشق الايمان بعد ركعتي الفجر، ١٨٥، (١١٦٠)؛ مسنداً إلى عوانه، ٢٧٩/٢
- ١٠- المواهب اللدنية، ٢٢٥/٣، المواهب اللدنية، ٢٢٥/١
- ١١- المواهب اللدنية، ١٢٧، ابن هشام، عبدالملک (م٥٢١٨)، السیرۃ النبویۃ، تحقيق: مصطفی السقا، ابراهیم الایباری، عبدالحفیظ شلبی، داراحیاء التراث العربی بيروت لبنان، ٤١٥، ١٩٩٥ء-٥١٤١٩
- ١٢- ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزهری (م٥٢٣٠)، الطبقات الکبری، داراحیاء التراث العربی بيروت لبنان، ٢٨٠/١
- ١٣- ابن حبان ، محمد بن حبان بن أحمد التمیمی البستی ، أبو حاتم(م٥٣٥٤) ، كتاب الثقات، تحقيق: ابراهیم شمس الدين، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ١٤١٩، ١٩٩٨-١٤١٩
- ١٤- واقدى، محمد بن عمر بن واقد(م٥٢٠٧)، كتاب المغازی، تحقيق: مارسدن، جونس ، مطبعة جامعة آكسفورد، ١٩٦٦ء، ١/٣٩٥؛ السیرۃ النبویۃ(ابن کثیر)، الطبری، محمد بن جریر(م٥٣١٠)، تاریخ الام والملوک، تحقيق: عبداً على منها، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات بيروت لبنان، ٤١٠/٢، ١٩٩٨-٥١٤١٨؛ ابن الجوزی، عبدالرحمن، جمال الدين أبوالفرج (م٥٥٩٧)، المنتظم في تواریخ الملوك والامم، تحقيق: ڈاکٹر سہیل زکار، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزيع، ٣٠٥/٢، ١٩٩٥ء-٥١٤١٥
- ١٥- المواهب اللدنية، ١٢٣، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيری النیساپوری، أبوالحسین (م٥٢٦١)، الجامع الصحيح ، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزيع، ١٩٨١ء/دارالسلام للنشر والتوزيع، ٤٢١، ٢٠٠٠ء-٥١٤٢١، كتاب الجهاد

- والسيير، باب غزوة ذات الرقاع، ١٩٧/١٢/٦، ٣٠٢
- ٢٢- السيرة النبوية، ٤، ٢٢ - صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي سفيان بن حرب، ٦٤٠٩ (١١٠٠)
- ٤٠٩/١، ٢٢- الموهاب اللدنية،
- ٢٥- البلاذرى، أحمد بن يحيى بن حابر(م-٥٢٧٩)، كتاب الجمل من أنساب الاشراف، تحقيق: ڈاکٹر سهيل زكار، ڈاکٹر رياض زركلى، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت لبنان، ١٩٩٦-٥١٤١٧، ٢/٢١٧
- ٢٦- تاريخ الامم والملوک، ٣/٣٧٣، ٥٧/٣ - الموهاب اللدنية،
- ٣٧٣/٣، ٢٨- الموهاب اللدنية،
- ٢٩- الترمذى، محمد بن عيسى بن سورة (م-٥٢٧٩)، الجامع الصحيح، شركة مكتبه مصطفى البانى الحلبي واولاده بمصر ١٩٧٥ء/دارالسلام للنشر والتوزيع، ١٩٩٩-٥١٤٢٠، كتاب السيير، باب ماجاء فى قتل الاسارى و الفداء، ٢٥٨/٢، ٣٨١ (١٥٦٧-١٥٦٨) بالسيرة النبوية، ٢/٢٦٤، ٢٦١، ٢٦٠، ٢٦٤، ٢٦١، ٢٦٠
- ٣٠- السيرة النبوية، ٢٠٥/٢، ١٩٤/١ - الموهاب اللدنية،
- ٣١- السيرة النبوية، ٣/٢٦٤، ٢٨٧/٢، الطبقات الكبرى،
- ٣٢- الموهاب اللدنية، ١، ٢٧٥/١، ٢٥٢/١ - الموهاب اللدنية،
- ٣٣- الموهاب اللدنية، ٤٤٣، ٣٤٧/٣، (٢٧١٢، ٢٧١١) السيرة النبوية،
- ٣٤- النساءى، أحمد بن شعيب، أبو عبد الرحمن (م ٥٣٠٣)، السنن الصغرى، دارالسلام للنشر والتوزيع الرياض، ١٩٩٩-٥١٤٢٠، كتاب القسامه، باب القود لغير حديدة، ٦٥٩، ٦٦٠ (٤٧٨٤)
- ٣٥- الموهاب اللدنية، ١، ٢٧٥/١، ٢٨١، ٢٧٩، ٢٨١، ٢٧٩، ٢٩١ تا ٢٨٧/١، ٣٩- ايضاً،
- ٣٦- صحيح بخارى، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ٢٠٥ (١٢٨٣)
- ٣٧- صحيح بخارى، كتاب الفتن، باب الفتنة التي تموج كموج البحر، ١٢٢٣ (٧٠٩٧)
- ٣٨- الموهاب اللدنية، ٢، ١٠٥/٢، صحيح بخارى، كتاب التوحيد، باب في الشيئه والاراده، ٤/٤، ١٩٠/٤، ابن راهويه، اسحاق بن ابراهيم بن مخلد الحنظلي المروزى (م-٥٢٣٨)، مسند اسحاق بن راهويه، تحقيق: ڈاکٹر عبدالغفور عبد الحق حسين البلوشي، مكتبة الایمان المدينة المنورة، ١٩٩١-٥١٤١٢، ١٣٩ (٦٧)
- ٣٩- الموهاب اللدنية، ٣/٣٦١، ٢٦- نوح : ٢٦، ٦-٥ مريم :
- ٤٠- الموهاب اللدنية، ٣/١٧٢، ٢٧- صحيح بخارى، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى لما خلقت بيدي، ٤/٤، ١٧٢/٨
- ٤١- الموهاب اللدنية، ١، ١٨٨/٤، ٣٩- الموهاب اللدنية، ٣/٤٥٣، ٣٨- الموهاب اللدنية،
- ٤٥٣/٣، ٥٠- الموهاب اللدنية، ١، ٥٨/١، ٥٢- صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات اذا نزلت بالمسلمين نازلة ---، (١٥٤٥) ٢٧٣

- ٥٣- الموهاب اللدنیة /١، ٢٦٦ /١
 ٥٤- الموهاب اللدنیة /١، ٢١٩ /١
 ٥٥- الموهاب اللدنیة /١، ٣٤٦ /١
 ٥٦- الموهاب اللدنیة /١، ١٥٠ /١
 ٥٧- الموهاب اللدنیة /١، ٥٧ /١
 ٥٨- الموهاب اللدنیة /١، ١٧٤ /٣ تا ١٧٢
 ٥٩- الموهاب اللدنیة /١، ٣٢٣ /١
 ٦٠- الموهاب اللدنیة /١، ٣٥٣ /١
 ٦١- الموهاب اللدنیة /١، ٤١٠ /٢
 ٦٢- الموهاب اللدنیة /١، ٤١١ /٢
 ٦٣- الموهاب اللدنیة /١، ٤٨٢، ٤٨١ /٢
 ٦٤- الموهاب اللدنیة /١، ٥٠ /١
 ٦٥- الموهاب اللدنیة /١، ٢٠٢ /١
 ٦٦- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣٤ /١
 ٦٧- الموهاب اللدنیة /١، ٤٩١ /٢
 ٦٨- الموهاب اللدنیة /١، ١٢٤ /١
 ٦٩- الموهاب اللدنیة /١، ٦٩
 ٧٠- الموهاب اللدنیة /١، ٢٢
 ٧١- الموهاب اللدنیة /١، ٢٢
 ٧٢- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٣- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٤- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٥- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٦- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٧- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٨- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٧٩- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٨٠- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٨١- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٨٢- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٨٣- الموهاب اللدنیة /١، ٢٣
 ٨٤- مجمع الزوائد، كتاب الأدب، باب تأديب الأولاد واهل البيت وتعليق السوط حيث يرونه، ١٠٨ /٨
 ٨٥- الموهاب اللدنیة /١، ٣٢ /٢، ابن الأثير، مبارك بن محمد، مجدد الدين أبوالسعادات الجزرى (م-٥٦٠٦)، النهاية في غريب الحديث والأثر، تحقيق: طاهر احمد الزادى، محمود محمد الطناحي، مؤسسة اسماعيليان للطباعة والنشر والتوزيع ١٩٦٣-١٣٨٣ /٣، ١٩٤٢-١٩٠١ /٥١٣٨٣
 ٨٦- مسند احمد /٥ (١٨٣ /٢٥٠)
 ٨٧- الموهاب اللدنیة /١، ٢٢٢ /٢، ابن فارس، أحمد بن زكريا الفزويي الرازي، أبوالحسين (م-٥٣٩٥)، معجم مقاييس اللغة، دار أحياء التراث العربي بيروت لبنان، ٢٠٠١-١٤٢٢، ١٩٤
 ٨٨- جامع ترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فى التحاجى فى السجدة (٢٧٤) /٧٥

